مفتی محمد شفیعؒ اور معارف القرآن

محمد حمزہ
ریسرچ اسکالر، شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی

ABSTRACT

In reality the paraphrase of Qur'an, the meaning of Qur'anic versus attempts to the elucidation and description of Allah. The first interpreter of theQur'an is the last prophet Muhammad (PBUH) by himself. When the praise worthy Prophet Muhammad (PBUH) was alive in the world, the companions of prophet came towards him for understanding, the meaning, explanation and description of Qur'an. After the demise of prophet, than Sahaba,s, Tabheen, Tab Tabheen and Ulma devoted their lives in order to understand the meaning and explanation of Qur'anPak according to the teachings and instructions of prophet(PBUH), and wrote paraphrases and made principles for Tafsserof Qur'an.

Indeed, the Qur'an is an ocean of knowledge which has no access and limit. As the time passed away, the paraphrases of Qur'an is needed more and more. Because of this need and possibilities a single era did not pass without attempt of paraphrases. In every era, the Ulma, according to their surrounding and environment and according to their

knowledge served to the explanations of Qur'an.

Thus, due to this historical background, we analyzed the Muaarif-ul- Qur'an. And tried to explain that Muaarif-ul-Qur'an, a paraphrase of Qur'an is the part of this historical process.

تعارف مفتی محمد شفیع عثمانیؒ

والد

مفتی محمد شفیع صاحب کے والد صاحب کا نام مولانا محمد یسین ہے آپ کے دو صاحبزادے تھے ایک کا نام مفتی اعظم پاکستان محمد شفیع صاحب اور دوسرے جناب محمد رفیع جن کا انتقال کم عمری میں ہو گیا تھا تین بیٹیاں تھیں لیکن نرینہ اولاد میں مفتی محمد شفیع صاحب ہی اکلوتے رہ گئے تھے مولانا یسین فرمایا کرتے تھے میرا ایک ہی بیٹا چار کے برابر ہے۔

والدہ

حضرت مفتی صاحب کی والدہ محترمہ سادات میں سے تھی اور غالبہ وہ بھی حضرت گنگوہی صاحب سے بیعت تھی اور بیوہ ہو جانے کے بعد تا حیات اپنے سعادت مند بیٹے کے ساتھ رہی ،لکھنا پڑھنا نہیں جانتی تھی لیکن نماز ،روزہ اور باقی عبادات کا بہت اہتمام کرتی تھیں۔ پاکستان آنے کے بعد تقریباً ۱۱ سال حیات رہی پھر انتقال ہو گیا ۔

مفتی محمد شفیع صاحب کا آبائی وطن دیوبند ہے جو ضلع سہارنپور یوپی میں برصغیر کا مشہور ترین قصبہ ہے۔

ولادت

آپ کی ولادت 20 شعبان 1314 ہجری میں ہوئی آپ کے دادا نے نام محمد حسین رکھا والد نے اپنے بیٹے کی ولادت کی اطلاع حضرت گنگوہیؒ کو دی حضرت گنگوہیؒ نے خط کے جواب میں نام محمد شفیع تجویز فرمایا۔

حضرت مفتی شفیع صاحب کی بزرگان دین کے ساتھ والہانہ عقیدت و محبت اپنے والد بزرگوار سے وراثت میں ملی تھی۔ کھیل کود کی نوبت کم آئی تھی آپ کی عادت تھی جب موقع ملتا اپنے والد کے ہمراہ اکابر علماء و صلحاء کی مجلس میں جا بیٹھتے تھے شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن کی مجلس میں حاضری بکثرت ہوتی تھی۔

5 سال کی عمر میں قرآن کریم ناظرہ کی تعلیم حاصل کی والد صاحب کی خواہش پر چند پارے حفظ کئے جسمانی کمزوری کی وجہ سے حفظ کی محنت برداشت نہ کر سکتے تھے اس لیے چند پاروں کے بعد حفظ کا سلسلہ ختم ہو گیا لیکن عمر بھر ان پاروں کو یاد رکھنے کیلئے اکثر نفلوں اور تہجد میں پڑھتے تھے قرآن کریم کی تعلیم سے فراغت کے بعد خط املاء کی مشق ،فارسی کی تمام مروجہ کتب کی تعلیم ،حساب، ریاضی اور تجوید عربی علوم ،صرف ،فقہ ،کی تعلیم پانچ سال میں مکمل کی۔ 1331 سے 1335 ہجری تک درس نظامی دارالعلوم دیو بند میں مکمل کیا ،آپ حضرت نے جس ماحول میں آنکھ کھولی تھی اس میں ہر طرف علم و عرفان اور زہد و تقویٰ کے وہ بے مثل پہاڑ تھے جن کی

رگ رگ سے علوم و معارف کے بے شمار چشمے نکل کر عالم اسلام کو سیراب کر رہے تھے جن یگانہ روزگار اساتذہ سے استفادہ کیا ان کے بارے میں فرماتے تھے حقیقت یہ ہے کہ ان حضرات نے اپنے کمال علم اور پختگی کردار سے قرون اولیٰ کی وہ داستانیں تازہ کر دی تھیں جن پر تاریخ انسانی ہمیشہ فخر کرتی رہے گی۔

آپ کے اساتذہ

آپ کے اساتذہ میں فخر المحدثین حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری، مفتی اعظم ہند مفتی عزیز الرحمن، مہتمم دارالعلوم دیوبند مولانا محمد احمد، شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی، عارف باللہ مولانا سید میاں اصغر حسین شامل ہیں۔

درس وتدریس

حضرت مفتی صاحب نے درس وتدریس کا سلسلہ دارالعلوم دیوبند میں ابتدائی کتابوں سے شروع فرمایا پھر سالہا سال اوپر کے سب درجات میں تمام علوم وفنون اپنے باکمال اساتذہ کے زیر سایہ پڑھائے خود اپنے بارے میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ دارالعلوم کی طرف سے تو صرف 6 گھنٹے کی پابندی تھی مگر میں روزانہ 18 گھنٹے کام کرتا تھا پھر آپکو دورہ حدیث کی کتابیں سپرد کی گئی 26 سال تک آپ نے دارالعلوم دیوبند میں پڑھایا پھر اس کے بعد جامعہ اسلامیہ میں بھی تدریس فرمائی۔

پاکستان بننے کے بعد کراچی میں کوئی ایسا دینی مدرسہ نہ تھا جہاں یہ سلسلہ جاری کیا جا سکتا مگر کچھ طلبہ منتہی درجے کے اصرار پر آپ نے جامعہ مسجد جیکب لائن میں انکو اسباق پڑھائے اور دارالعلوم دیوبند میں آپ نے تمام شعبہ جات میں ایک ذمہ دار کی حیثیت سے کام کیا اور جدول کی کتب سے لیکر دورہ حدیث کے اسباق کے ساتھ ساتھ دارالافتاء کے فرائض کو بھی حسن و خوبی ادا فرمایا ہے

دارالعلوم کراچی

شوال 1370 ہجری میں آپ نے دارالعلوم کراچی کی بنیاد رکھی اس میں کئی سال تک بخاری شریف کے درس سے طلبہ کو مشرف فرمایا پھر اس کے بعد کئی سال تک فتاویٰ نویسی کی مشق طلبہ کو کرائی آپ کے درس کی نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ سبق کے دوران طالبعلم کے ذہن کو بھی بوجھل نہ ہونے دیتے مشکل سے مشکل بحث سادہ الفاظ میں ذہن نشین کرا دیتے حل کتاب پر پوری توجہ دیتے مناسب تفصیل کو ذہن نشین کرا دیتے۔

آپ حواشی و کتاب سے نہیں بلکہ فن سے طلبہ کو مناسبت پیدا فرماتے، درس کی رفتار ہمیشہ معتدل ہوتی اور کتاب کے اول سے آخر تک یکساں رہتی، انفرادی اجتماعی زندگی میں علمی گہرائی اور وسعت کو کھلی آنکھوں سے مشاہدہ کرانے پر زور دیتے مطالعہ ذوق وشوق سے کرنے پر توجہ دلاتے، درس میں انبیاء کرام علیہ السلام، صحابہ کرامؓ، آئمہ مجتہدین اور بزرگان دین کی عقیدت و محبت جاگزین فرماتے درس حدیث میں تفقہ کا رنگ غالب تھا ہے

آپ کے تلامذہ

آپ کے تلامذہ کی تعداد یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ کتنی ہوگی۔ ہندوپاک کے تمام صوبوں اور ریاستوں کے علاوہ چین، انڈونیشیا، ملایا، برما، سیلون، افغانستان، ایران، ترکستان، بخارا، سمرقند اور افریقہ وغیرہ کے بھی ہزارہا طلبہ نے بھی آپ سے استفادہ

کیا۔ جن میں محدثین ومفسرین بھی ہیں، فقہاو متکلمین بھی صوفیاء کرام بھی مبلغین وواعظین بھی قاضی، مفتیان کرام بھی دینی اداروں کے بانی ومنتظمین بھی سیاسی زعماء مدرسین ومصنفین بھی۔

تفسیر معارف القرآن اور اس کے عہد کے تناظر میں کچھ باتیں

مفتی محمد شفیع صاحب فرماتے ہیں دار العلوم دیوبند میں تدریس کے علاوہ تفسیر جلالین ابن کثیر تفسیر بیضاوی پڑھانے کی نوبت آئی تھی لیکن اس زمانے میں میرا خصوصی شغف علم فقہ اور فتاوٰی کے ساتھ تھا۔ بعد میں اشرف علی تھانوی نے احکام القرآن کا کام میرے سپرد فرمایا اس طرح تفسیر کے ساتھ میری پیوستگی دوچند ہوگئی پھر ہجرت پاکستان کے بعد مسجد باب اسلام کراچی میں روزانہ اور ریڈیو میں ہفتہ وار درس قرآن کا سلسلہ رہا پھر لوگوں کی طرف سے بہت زیادہ اصرار تھا کہ ان دروس کو کوئی کتابی شکل دی جائے چنانچہ پاکستان افریقہ یورپ اور کئی علاقوں سے آپ کے پاس خطوط آئے جس میں بار بار اسی بات کا اصرار تھا چنانچہ یہی دروس تفسیر معارف القرآن کی تحریک اور مہمیز ثابت ہوئی چنانچہ معارف القرآن جیسی عظیم تفسیر کی شکل میں یہ تفسیر تقریباً 700 صفحات پر مشتمل عظیم تفسیر ہے اس سے قبل عربی فارسی میں تو بہت تا غنی تراجم وتفاسیر موجود تھیں لیکن اردو کی خوش نصیبی اور نیک بختی جانئے اس میں کوئی جامع تفسیر نہیں تھی چنانچہ معارف القرآن نے اردو تفاسیر میں فقہی اسلوبی انتصار جامعیت اصلاحی ترغیب وترہیب اور عصری مسائل کے حل کے لحاظ سے خصوصی مقام ومرتبہ حاصل کیا اہل علم کے لئے اور عوام الناس کے لئے یکساں طور پر معارف القرآن ایک نہایت کافی اور شافی تفسیر ثابت ہوتا ہے۔[۵]

تفسیری ماٰخذ

مفتی محمد شفیع صاحب کی یہ تفسیر معارف القرآن ایک فقہی تفسیر ہے جس میں آپ نے ابتداء کی تمام تفاسیر سے مراجعت فرمائی ہے اور معارف القرآن میں بھی مراجعت فرمائی ہے اور معارف القرآن میں بھی آپ نے ان مشہور تفاسیر کا ذکر کیا ہے۔ مثلاً تفسیر جامع البیان علامہ ابوجعفر محمد بن جریر کی تالیف ہے یہ تفسیر تقریباً 30 جلدوں میں ہے بعد کی تفاسیر کے لئے بنیادی ماٰخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔

تفسیر ابن کثیر

یہ حافظ عماد الدین شافعی کی ہے یہ مصنف ممتاز محقق محدث اور مفسر تھے اس لحاظ سے آپ کی تفسیر تمام کتب تفسیر میں ایک ممتاز مقام رکھتی ہے۔

تفسیر قرطبی

اس کا پورا نام الجامع لاحکام القرآن ہے۔ محمد بن احمد القرطبی کی تصنیف ہے جو امام مالک کے پیروکار ہیں قرآن کریم سے فقہی احکام ومسائل کا استنباط کرتے ہیں۔

تفسیر کبیر

یہ تفسیر امام فخر الدین رازی کی تصنیف ہے۔ اس کا اصلی نام مفاتیح الغیب ہے۔ امام رازی متکلمین اسلام کے امام ہیں اس

لئے اپنی تفسیر میں عقلی کلامی مباحث اور باطل فرقوں کی پر زور تردید کرتے ہیں۔

تفسیر البحر المحیط

ابو حیان غرناطی اندلسی کی تصنیف ہے جو اسلامی علوم کے علاوہ علم نحو اور بلاغت میں خصوصی مقام رکھتے تھے چنانچہ اس کی تفسیر میں نحو اور بلاغت کا رنگ نمایاں ہے وہ ہر الفاظ کی تحقیق ترکیبوں کے اختلاف اور بلاغت کے نکات بیان کرنے پر زور دیتے ہیں۔

احکام القرآن للجصاص

یہ ابوبکر رازی جصاص کی تصنیف ہے۔ فقہاء حنفیہ میں ایک ممتاز مقام کے حامل ہیں ان کی اس کتاب کا موضوع فقہی احکام و مسائل کا استنباط ہے۔

تفسیر الدر المنثور

یہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی تصنیف ہے۔

تفسیر مظہری

یہ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی تصنیف ہے انہوں نے اپنے شیخ حضرت مرزا مظہر جان جاناں کے نام پر اس تفسیر کا نام تفسیر مظہری رکھا ہے۔

تفسیر روح المعانی

یہ بغداد کے آخری دور کے مشہور عالم علامہ محمود آلوسیؒ کی تصنیف ہے جو کہ 30 جلدوں پر مشتمل ہے بہت جامع ہے اب تفسیر قرآن کے سلسلے میں کوئی بھی کام اس کی مدد سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔

مفتی محمد شفیع صاحب نے ان تمام تفاسیر کو سامنے رکھ کر اپنی تفسیر کو مرتب کیا ہے۔ 21

مفسر کا رجحان

جیسا کہ ہم نے شروع میں ذکر کیا تھا کہ مصنف زیادہ دلچسپی اور شغف جس علم کے ساتھ رکھتے تھے وہ علم فقہ اور فتاویٰ تھا چنانچہ مصنف نے اپنی تفسیر میں انہی فقہی نکات کو اختیار فرمایا ہے اور بعض فقہی مسائل کو بہت شرح و بسط کے ساتھ بہت مدلل بیان فرمایا ہے۔ مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجاً (سورۃ البقرہ آیات 240)

اس آیت کی ذیل میں تفسیر فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں اور جو لوگ وفات پا جاتے ہیں تم میں سے اور چھوڑ جاتے ہیں بیبیوں کو (ان کے ذمے لازم ہے کہ) وہ وصیت کر جایا کریں اپنی بیبیوں کے واسطے ایک سال تک (نان ونفقہ اور گھر میں سکونت رکھنے سے) منتفع ہونے کی اس طور پر کہ وہ گھر سے نکالی نہ جاویں ہاں اگر (چار مہینے دس دن کے بعد یا وضع حمل کے بعد عدت گزار کر) خود نکل جاویں تو تم کو کوئی گناہ نہیں اس قاعدے کی بات میں جس کو اپنے بارے میں (تجویز) کریں جیسے (نکاح وغیرہ) اور اللہ

تعالیٰ زبردست ہیں (ان کے خلاف حکم مت کرو اور حکمت والے ہیں کہ تمام احکام میں تمہاری مصلحتیں ملحوظ رکھی ہیں وہ تمہاری فہم میں نہ آسکیں)'' ۷

اس تفسیر میں حضرت مفتی شفیع صاحب نے فقہی احکام کو بڑے اسلوب کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور احکام کو بھی بیان کیا ہے۔ اس سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ مفسر کا رجحان فقہ کی طرف زیادہ ہے لیکن دوسرے علوم یا عام معاشرت پر بھی بہت عمدہ انداز میں تبصرہ اور تشریح فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کے تعلقات کو اپنی آیات قدرت میں شمار کرکے ارشاد فرمایا:

وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً.

ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا فرمائی''

حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں دو لفظ استعمال فرمائے ہیں ایک مودت اور ایک رحمت۔ خیال یہ ہوتا ہے کہ جوانی میں باہم محبت و مودت کا غلبہ ہوتا ہے اور بڑھاپے میں یہ محبت رحمت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ ۸

تفسیری نکات میں فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں ریل گاڑی کا اور جہاز کا ذکر ہے:

وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ.

ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ نے گھوڑے خچر اور گدھے پیدا کئے تاکہ تم ان پر سواری کرو اور وہ تمہارے لئے باعث زینت ہیں اور اللہ ایسی چیزیں پیدا فرمائے گا جنہیں تم نہیں جانتے''۔

اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ قرآن کریم میں سواریوں کا ذکر آگیا اور اجمالی طور پر تمام سواریوں کا ذکر مذکور ہے جو قیامت تک ایجاد ہوں ۹ اور ایک جگہ قرآن کریم کی آیت:

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ.

ترجمہ: ''اور ہم نے ہر چیز کے جوڑے پیدا کئے ہیں''۔

اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ اس میں صرف حیوانات اور نباتات نہیں بلکہ ہر چیز کے بارے میں یہ کہا گیا کہ اس کے جوڑے پیدا کئے گئے ہیں آج سائنس کی تحقیق بھی یہی ہے۔ اور بجلی کے دو عنصر مثبت (positive) اور منفی (negative) بھی اس زوجین کا مصداق بن سکتے ہیں ۱۰۔

معارف القرآن میں مختلف مقامات پر آیات کے ذیل میں اس طرح کے عجیب و غریب تفسیری نکات بیان فرمائے ہیں جس سے مصنف کے وسعت مطالعہ اور استنباط اور تفسیری فوائد کا اندازہ اس معارف القرآن پڑھنے والا کر سکتا ہے ہم نے ان چند مثالوں سے ایک معمولی جھلک دکھائی ہے۔

معارف القرآن مولفہ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اور معارف القرآن مولفہ مولانا مفتی محمد شفیع کا تقابلی جائزہ:

چونکہ یہ دونوں ہم نام اور ہم عصر تفسیریں ہیں اور دونوں اردو زبان میں ہیں۔ اس وجہ سے عام طور پر قارئین کنفیوژن کا شکار

ہو جاتے ہیں۔ اور بسا اوقات اہل علم کو بھی ان دونوں میں کوئی خاص فرق معلوم نہیں ہوتا۔ لہذا ہم نے دونوں کا تقابلی مطالعہ کیا ہے۔ ہم یہاں دونوں تفاسیر کا دو طرح سے جائزہ لیں گے۔ پہلے یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں گے کہ ان دونوں میں مماثلت کیا ہے؟ اور پھر یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ ان دونوں میں فرق کیا ہے؟ پہلے مماثلت کا جائزہ لیتے ہیں۔

مماثلت

۱۔ معارف القرآن نام کی دونوں تفسیریں ہم عصر تفسیریں ہیں۔ کیونکہ دونوں کے مولفین کی عمروں میں صرف چار سال کا فرق ہے۔ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ (1899-1974) اور مولانا مفتی محمد شفیعؒ (1897-1976)۔

۲۔ دونوں تفسیروں کی تکمیل میں کسی نہ کسی طرح دو دو افراد کا حصہ رہا۔ معارف القرآن ادریس کاندھلویؒ خود مولف ابتداء تا سورہ صافات مکمل کر پاتے تھے کہ انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد مولانا محمد مالک کاندھلویؒ (صاحبزادہ مولف) نے از سورہ ص تا آخر قرآن کی تکمیل فرمائی۔ اسی طرح معارف القرآن مفتی شفیعؒ کے اصل مولف کے علاوہ سورۃ ص، صافات اور سورہ زخرف کی تفسیر مولانا محمد تقی عثمانی صاحب نے لکھی ہے۔

۳۔ دونوں تفسیروں کے مولفین کے اساتذہ کرام اور تعلیمی دورانیہ تقریباً ایک جیسے ہیں۔ مولانا انور شاہ کشمیریؒ، علامہ شبیر احمد عثمانی، مفتی عزیز الرحمن اور میاں اصغر حسین صاحبؒ دونوں کے اساتذہ کرام ہیں۔ دارالعلوم دیوبند میں دونوں تقریباً ہم درس تھے۔ اور کچھ فرق کے ساتھ تقریباً برابر عرصہ دونوں حضرات مادر علمی دیوبند میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔

فرق

اس ضمن میں ہم دونوں تفسیروں کے درمیان فرق ذکر کریں گے۔ چونکہ دونوں تفسیریں ہم نام ہیں۔ اور دونوں کے مابین فرق کو واضح کرنے کیلئے بار بار تفسیر کا نام ذکر کرنے کے بجائے ہم پہلی تفسیر اور دوسری تفسیر کے عنوانات قائم کریں گے۔ پہلی تفسیر سے ہماری مراد معارف القرآن مولانا مولانا محمد ادریس کاندھلوی جبکہ دوسری تفسیر سے ہماری مراد تفسیر معارف القرآن مولانا مفتی محمد شفیع صاحب ہوگی۔

۱۔ معارف القرآن مولانا مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کا لفظی ترجمہ حضرت شاہ عبدالقادرؒ کا ہے۔ جو انکی تفسیر موضح القرآن سے لیا گیا ہے۔ لفظی ترجمہ کے بعد خود مولف کا رواں ترجمہ ہے جبکہ معارف القرآن مولانا مفتی محمد شفیعؒ میں لفظی ترجمہ شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ کا اختیار کیا گیا ہے۔ جو در حقیقت شاہ عبدالقادرؒ ہی کا ترجمہ ہے۔ اور خلاصہ تفسیر کے نام سے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے بیان القرآن کا خلاصہ مع تسہیل اختیار کیا گیا۔ اس کے بعد معارف و مسائل کے نام سے تفسیر اور فقہی مسائل کا تذکرہ ہے۔ یہی در حقیقت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی طرف منسوب ہے۔

۲۔ پہلی تفسیر میں فارسی اور عربی اصطلاحات و اسالیب کا استعمال بہت زیادہ کیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے عبارت کافی دقیق ہو گئی ہے۔ چنانچہ یہ علمی انداز کی تفسیر ہے۔ اس سے اہل علم زیادہ مستفید ہو سکتے ہیں عوام اسانی سے اسے نہیں سمجھ سکتے۔

جبکہ دوسری تفسیر میں فارسی اور مشکل اصطلاحات سے ہر ممکن اجتناب کیا گیا ہے۔ ہر بات سلیس اردو میں بیان کی گئی ہے۔ یہ عوامی انداز کی تفسیر ہے۔ جو عوام کے لئے مفید ہے۔ اسی بات کا اظہار خود مفتی صاحب نے اپنی تفسیر کی پہلی جلد صفحہ 70 میں کیا ہے۔

۳۔ پہلی تفسیر میں آیات اور سورتوں میں ربط کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ جبکہ دوسری تفسیر میں باوجود بعض جگہوں میں ربط ذکر کرنے کے ربط آیات کا وہ اہتمام نہیں جو پہلی تفسیر میں کیا گیا۔

۴۔ پہلی تفسیر میں آیات کے ضمن میں متعلقہ مباحث سے علمی اور منطقی انداز میں تعرض کیا گیا ہے۔ جس کا ایک ثبوت سورۂ بقرہ کی ابتدائی پانچ آیات پر مبنی تفسیر ہے۔ جو 40 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے برعکس دوسری تفسیر میں صرف عام پیش آمدہ اور ضروری مسائل کو عام فہم انداز میں ذکر کیا گیا ہے۔ جس کا ثبوت متذکرہ آیات کی تفسیر صرف دس صفحات پر مشتمل ہونا ہے۔

۵۔ معارف القرآن مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی تفسیر میں معارف و مسائل کے زیر عنوان تحریر کردہ مواد سے فقہی رنگ جھلکتا ہے۔ بعض اوقات ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی فقہ کی کتاب ہے۔ کیونکہ وہ اس میں قرآن کریم سے اخذ کردہ مسائل کو بڑی تفصیل سے ذکر کرتے ہیں۔ دوسری طرف مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اپنی تفسیر میں بعض مسائل کو ضمناً ذکر کر دیتے ہیں۔ لیکن وہ انداز نہیں جو مفتی شفیع صاحبؒ کی تفسیر کا ہے۔

۶۔ مفتی شفیع صاحبؒ کی ملحدین زنادقہ کے ساتھ ساتھ ہمعصر مستشرقین کی کارستانیوں پر گہری نظر ہے۔ جس کا ذکر انہوں نے اپنی تفسیر کے آغاز میں ہی کیا ہے۔ چنانچہ وہ ان کی علمی موشگافیوں کو جگہ جگہ نقل کرتے ہیں، ان کا تعاقب کرتے اور مسکت جواب دیتے ہیں مثلاً آیات ''وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ الخ''[۱۲] کے ضمن میں اعجاز قرآنی کا مسئلہ ہے۔ دوسری طرف مولانا محمد ادریسؒ بھی ملحدین اور زنادقہ کے شبہات نقل کرکے ان کا بھرپور تعاقب مدلل انداز میں کرتے ہیں۔ تاہم مستشرقین ان کی نظروں سے اوجھل ہونے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ جس کا ثبوت متذکرہ بالا آیات کے ضمن میں بحث سے مل جاتا ہے۔

۷۔ پہلی تفسیر میں ہم عصر مسائل پر زیادہ توجہ مرکوز نہیں کی گئی۔ البتہ علمی مباحث پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔ لیکن دوسری تفسیر میں علمی مباحث پر مختصر کلام کیا گیا ہے۔ جبکہ ہم عصر مسائل پر زیادہ توجہ دی گئی ہے۔

۸۔ مولانا محمد ادریسؒ قرآن کی آیت، حدیث یا کوئی عربی کی عبارت نقل کرکے بسا اوقات اس کا فہم قاری پر چھوڑ دیتے ہیں، اس کا ترجمہ نہیں کرتے۔ لیکن مفتی شفیع صاحب عربی کو جو بھی اضافی عبارت نقل کرتے ہیں اس کا ترجمہ ضرور کرتے ہیں۔

۹۔ پہلی تفسیر پر علمی انداز غالب ہے۔ اور دوسری تفسیر پر فقہی انداز غالب ہے۔

۱۰۔ بندے نے اس نکتے پر خاص توجہ مرکوز کی کہ کیا کہیں ان دو ہم عصر تفسیروں نے ایک دوسرے سے کسی مرحلے میں کوئی استفادہ کیا ہے؟ لیکن ہمیں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملا بلکہ اس کے برعکس قرائن ملے ہیں۔ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے کے اثرات سے بالکل آزاد تفسیریں ہیں۔ واللہ اعلم

حوالہ جات

۱۔ عثمانی، محمد رفیع، مفتی۔ حیات مفتی اعظمؒ، ص ۲۲، طبع اپریل ۲۰۰۰

۲۔ ایضاً، ص ۲۶

۳۔ ایضاً، ص ۳۰

۴۔ عثمانی، محمد تقی، مفتی۔ میرے والد میرے شیخ اور ان کا مزاج و مذاق، ص ۸۷، طبع جولائی ۱۹۹۴

۵۔ عثمانی، محمد رفیع، مفتی۔ حیات مفتی اعظمؒ، ص ۳۵، طبع اپریل ۲۰۰۰

۶۔ عثمانی، محمد شفیعؒ، مفتی۔ معارف القرآن جلد اول، ص ۱۸، طبع جدید اپریل ۲۰۰۶

۷۔ ایضاً، ص ۵۴۰

۸۔ عثمانی، محمد تقی، مفتی۔ میرے والد میرے شیخ اور ان کا مزاج و مذاق، ص ۸۸، طبع جولائی ۱۹۹۴

۹۔ ایضاً، ص ۹۰

۱۰۔ ایضاً، ص ۹۰

۱۱۔ عثمانی، محمد شفیعؒ، مفتی۔ مقدمہ تفسیر معارف القرآن، ص ۲۹، جلد اول، طبع جدید اپریل ۲۰۰۶

۱۲۔ القرآن، سورۃ البقرہ، آیات ۲۳